بچوں کی خدمت یا اداروں کی؟

اصل تصور

تعلیمی ادارے ایک اعلیٰ مقصد کی تکمیل کرتے ہیں: یعنی ہر بچے کی منفرد صلاحیت کو نکھارنا اور اسے ایک بامقصد، باصلاحیت اور اخلاقی بنیادوں پر قائم زندگی گزارنے میں مدد دینا۔ تعلیم کا مقصد کبھی صرف کتابوں اور امتحانوں تک محدود نہیں رہا—یہ ہمیشہ کردار سازی، ذمہ داری، مہارت اور تخلیقی صلاحیتوں کی تربیت سے متعلق رہا ہے۔

توجہ کا بدلتا مرکز

وقت کے ساتھ ساتھ یہ اصل تصور دھندلا گیا۔ اب ادارے اہم ہو گئے ہیں اور بچہ پس منظر میں چلا گیا ہے۔ بچوں کی ضروریات کے مطابق تعلیمی اداروں کو ڈھالنے کے بجائے، اب بچوں کو اسکولوں کے سخت اور غیر لچکدار نظام کے مطابق ڈھالنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

جواب دہی کا مسئلہ

اس تبدیلی کی ایک نمایاں علامت یہ ہے کہ ہم ناکامی کی ذمہ داری کیسے طے کرتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ کم کارکردگی دکھائے تو ہم فوراً کہہ دیتے ہیں، ''بچہ ناکام ہو گیا۔'' لیکن ہم شاذ و نادر ہی یہ سوچتے ہیں کہ ''اسکول اس بچے کے معاملے میں ناکام ہوا۔'' یوں ادارہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ رہتا ہے، حالانکہ اس کا وجود ہی دراصل بچے کی خدمت کے لیے ہے۔

فراموش شدہ انفرادیت

ہر استاد جانتا ہے کہ ہر بچہ منفرد ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود تعلیمی نظام تمام طلبہ کو ایک ہی پیمانے پر پرکھتا اور درجہ بندی کرتا ہے—پہلا، دوسرا، تیسرا—یوں ان کی انفرادیت کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ یہ رویہ دراصل اسی تنوع کو دبا دیتا ہے جسے فروغ دینا تعلیمی اداروں کا بنیادی مقصد ہونا چاہیے تھا۔

جب ادارے قابض ہو جائیں

انسان نے ادارے اس لیے بنائے تھے کہ وہ انسانیت کی خدمت کریں۔ مگر آج حقیقت اکثر اس کے بالکل برعکس ہے: ادارے اپنے مفاد میں اصول طے کرتے اور لوگوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کرداروں کا یہ الٹ پھیر تعلیم کے اصل مقصد کو بگاڑ دیتا ہے۔

غور و فکر کی ضرورت

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس بنیادی سوال پر دوبارہ غور کریں: اسکول وجود میں کیوں آئے؟ ان کا مقصد بچوں کی ہمہ جہتی نشوونما میں مدد دینا ہے—نہ صرف تعلیمی لحاظ سے بلکہ اخلاقی، جذباتی اور سماجی پہلوؤں سے بھی۔ اگر اسکول اس مقصد میں رکاوٹ بننے لگیں تو معاشرے کو رک کر سنجیدگی سے اپنے نظامِ تعلیم پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔

حاصل کلام

تعلیم کا مقصد کبھی یہ نہیں ہونا چاہیے کہ بچوں کو اداروں کے تراشے ہوئے سانچوں میں زبردستی ڈھالا جائے۔ اس کے برعکس، اسکولوں کو لچکدار، حالات کے مطابق ڈھلنے والے اور ہمدرد ہونا چاہیے—تاکہ وہ ہر بچے کو اس کی اپنی منفرد صلاحیت دریافت کرنے اور نکھارنے میں مدد دیں۔

کسی اسکول کی اصل کامیابی اس کی شہرت یا معیاری امتحانی نتائج میں نہیں، بلکہ اُن بچوں کی کامیاب اور پھلتی پھولتی زندگیوں میں ہے جنہیں وہ پروان چڑھاتا ہے۔